سوال

حدیث (من وبخ اخاہ بذنب) کا معنی اور درجہ

جواب

الحمد للہ

یہ حدیث امام ترمذی نے کتاب صفۃ القیامۃ والورع (2429) میں روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں (من عیر اخاہ بذنب لم یمت حتی یعملہ) اس حدیث کو شیخ البانی رحمہ اللہ تعالی ضعیف الجامع حدیث نمبر (5710) میں موضوع قرار دیا ہے۔

ضعیف اور موضوع احادیث سے نہ تو احکام ہی ثابت ہوتے اور نہ ہی ان دونوں پر عمل ہو سکتا ہے۔

رہا مسئلہ اس حدیث کے معنی کا تو شیخ مبارکپوری کہتے ہیں:

یہ قول (من عیر) یہ تعییر سے ہے یعنی جس نے عیب لگایا (اخاہ) یعنی دینی بھائی (بذنب) یعنی اس گناہ کا عیب دیا جس کی وہ توبہ کر چکا ہے امام احمد رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر یہ کی ہے (لم یمت) ضمیر من کی طرف لوٹ رہی ہے (حتی یعملہ) یعنی وہ گناہ جس کا اس نے اپنے بھائی پر عیب لگایا تھا۔

گویا کہ جس نے اپنے بھائی پر کسی گناہ کا عیب لگایا اور اسے عار دلائی جیسا کہ قاموس میں ہے کہ اور وہ ہر چیز جسے لازم کرے وہ عیب ہو گا، اسے اس کا بدلہ اس طرح دیا جائے گا کہ اس سے توفیق سلب کر لی جائے گی حتی کہ جس چیز کی عار اس نے اپنے بھائی کو دلائی تھی وہ بھی اس کا مرتکب ہو گا لیکن یہ اس وقت ہے جب اس نے اپنے بھائی کو عار اس لیے دلائی کہ وہ اس سے بچا ہوا ہے اور اس نے اس پر خوشی کی ہو۔ تحفۃ الاحوذی (7/173)۔

اس حدیث کے ضعیف ہونے کا یہ معنی نہیں کہ کسی گنہگار کو عار دلانی جائز ہے، اور گناہ کرنے والوں کی کئی قسمیں ہیں:

کچھ تو ایسے ہوتے ہیں جو توبہ کر کے اللہ تعالی کی طرف لوٹ آتے ہیں، یا پھر ان پر حد لگا دی جاتی ہے، تو ایسے اشخاص پر عیب لگانا اور انہیں عار دلانا جائز نہیں، اس لیے کہ اس نے اپنے آپ کو توبہ کر کے یا حد لگوا کر پاک کر لیا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

(گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے کسی کا گناہ ہو ہی نہ) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (4140) اور بوصیری نے اسے صحیح کہا ہے جیسا کہ "الزوائد/حاشیۃ سنن ابن ماجۃ" میں ہے۔

اور امام احمد رحمہ اللہ نے جو سزا حدیث میں بیان کی گئی ہے اس شخص کے لیے حلال قرار دی جو اس شخص کو عار دلاتا ہے جس نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی ہو، جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی نے حدیث کی تخریج کرنے کے بعد امام احمد رحمہ اللہ تعالی عنہ سے نقل کیا ہے کہ:

امام احمد رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے کہ: اس گناہ پر جس سے وہ توبہ کر چکا ہو۔

اور ان میں ایسے گنہگار بھی ہیں جو گناہ کرتے لیکن اعلانیہ نہیں کرتے، تو اس کے بارہ میں جب علم ہو جائے اس پر ضروری ہے کہ وہ اسے نصیحت کرے اور اس کے گناہ پر پردہ ڈالے،

اور کچھ ایسے ہیں جو اپنے گناہ اعلانیہ کرتے ہیں، تو اسے بھی نصیحت کی جائے گی، جس طرح کا تقاضا ہو اس شخص سے لوگوں کو بچایا جائے۔

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں :

اس کا احتمال ہے کہ وہ یہ چاہتا ہو : آپ کا اپنے بھائی کو اس کے گناہ کی عار دلانا اس کے گناہ سے بھی سخت گناہ اور معصیت والا کام ہو اس لیے کہ اس میں اطاعت کا اظہار اور تزکیہ نفس اور شکر اور گناہ سے برات کا اظہار ہے اور آپ کا بھائی اس کا مرتکب ہوا ہے۔

اور ہوسکتا ہے کہ آپ نے اسے اس کے گناہ کی بنا اور جو کچھ اسے ذلت اور رسوائی حاصل ہوئی ہے اس کی بنا پر توڑ کر رکھ دیا ہو، اور تکبر، دعوی کے مرض سے خلاصی اور اللہ تعالی کے سامنے سر جھکائے اور عاجزی و انکساری والے دل کے ساتھ کھڑا ہونا تیری اطاعت کے اظہار اور اس کا بڑھا کر بیان کرنے اور اللہ تعالی اور اس کی مخلوق پر احسان جتلانے سے بہتر اور نفع مند ہے۔

تو یہ گنہگار اللہ تعالی کی رحمت کے کتنا قریب ہے، اور وہ ذلیل اللہ تعالی کے غصہ اور ناراضگی کے کتنا قریب ہے، تو ایسا گناہ جس سے تو اس کے ہاں ذلیل ہو اس اطاعت سے اچھا ہے جس کے ساتھ تو اس پر جرات کرے، اور یہ کہ تو رات سو کر گزارے اور صبح کو ندامت کرنا تیرا رات قیام کر کے صبح تکبر کرنے سے بہتر ہے، اس لیے کہ تکبر کرنے والے کے اعمال اوپر نہیں جاتے۔

اور یہ کہ تو اعتراف کرتا ہوا نسے تیرے رونے اور جرات کرنے سے اچھا اور بہتر ہے، اللہ تعالی کے ہاں گنہگار کی آہیں جرات اور تکبر کے ساتھ تسبیح کرنے کی آواز سے زیادہ محبوب ہیں، اور ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے اسے اس گناہ سے ایسی دوائی پلائی ہو جس سے ایک قاتل بیماری نکال باہر کی ہو جو تیرے اندر ہے جس کا تجھے علم ہی نہیں۔

اللہ تعالی کی معصیت اور اطاعت کرنے میں اللہ تعالی کے کچھ راز ہیں جنہیں اللہ تعالی کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا جسے اہل بصیرت ہی پاسکتے ہیں اور وہ بھی صرف اتنا کہ جو معارف بشری پاسکیں اور اس کے پیچھے ایسے اسرار ہیں جن پر کراما کاتبین بھی مطلع نہیں ہوسکتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کا ارتکاب کرلے تو اسے حد لگاؤ اور اسے ملامت نہ کی جائے۔

اور جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا آج تم پر کوئی ملامت نہیں

یقینا میزان اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے اور حکم اللہ کا ہی ہے، تو وہ کوڑا جو اس گنہگار کو مارا گیا ہے وہ دلوں کے پھیرنے والے کے ہاتھ میں ہے، اور اس مقصد حد لگانا ہے نا کہ عار دلانا اور ملامت کرنا، اور قدر اور اس کی طاقت سے بے خوف تو صرف جاہل ہی ہوتے ہیں۔

اللہ تعالی جو کہ اپنی مخلوق کو سب سے زیادہ جانتا اور زیادہ قریب ہے نے فرمایا ہے :

اور اگر ہم آپ کو ثابت قدمی سے نہ نوازتے تو آپ بھی ان طرف تھوڑا بہت مائل ہو ہی جاتے۔

اور یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا :

اے اللہ اگر تو ان کے فریب اور ہتھکنڈوں کو مجھ سے دور نہیں کرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو کر جاہلوں میں ہوجاؤں گا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عام طور پر قسم اس طرح ہوا کرتی تھی " دلوں کو پھیرنے والے کی قسم "

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"سب دل رحمن عزوجل کی انگلیوں کے درمیان ہیں اگر وہ اسے سیدھا رکھنا چاہے تو سیدھا رکھتا ہے اور اگر اسے ٹیڑھا کرنے چاہے تو ٹیڑھا کر دیتا ہے"

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اللھم مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک اللھم مصرف القلوب صرف قلوبنا علی طاعتک" ، اے اللہ اے دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت رکھ اے اللہ اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے ۔ مدارج السالکین (1/177-178) ۔

واللہ تعالی اعلم .